روزنامہ

الفضل ربوہ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر نسیم سیفی

جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۷ ۔ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ ، ۲۰ ۔ احسان ۱۳۷۰ ہش ، ۲۰ ۔ جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۳۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیار کا مقصد اعلیٰ تربیت ہونا چاہیئے

"وہ پیار ہی کام کا پیار ہے جس کے نتیجے میں اولاد اعلیٰ تربیت پائے۔ پس وہ والدین جو اس بات سے غافل رہتے ہیں ان کی سوسائیٹیوں میں کئی قسم کی خرابیاں جگہ پکڑ جاتی ہیں اور ان کی اولادیں جب بڑی ہوتی ہیں تو وہ اپنے والدین کے لئے نہ خدا تعالیٰ سے احسان کی دُعائیں مانگتے ہیں نہ خود احسان کا سلوک کرتے ہیں۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے، تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتّی المقدور دُعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اُوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا۔ صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۷)

فضل عمر ہسپتال میں چائلڈ سپیشلسٹ کی آمد

محترم ڈاکٹر شمیم قاضی صاحب چائلڈ سپیشلسٹ اور انکی اہلیہ محترمہ زیتون قاضی صاحبہ چائلڈ سپیشلسٹ مورخہ ۲۷، ۲۸ ۔ جون ۱۹۹۱ء کو ربوہ آکر فضلِ عمر ہسپتال میں بچوں کا معائنہ کریں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان ایام سے پہلے فضل عمر ہسپتال آکر ڈپٹی میڈیکل آفیسر صاحب سے مل کر وقت حاصل کریں۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال

درخواستِ دُعا

گذشتہ دنوں 'الفضل' میں خاکسار کی علالت سے متعلق دعا کی درخواست شائع ہونے پر بہت سے دوستوں اور محبتوں نے اپنے اپنے رنگ میں عیادت کے ساتھ اظہار تشویش کیا ہے۔ جس کے لئے خاکسار سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ دراصل سانس اور کھانسی کی تکلیف دو ماہ کے وقفہ سے عود کر آئی تھی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار صحت یاب ہو چکا ہے۔ دعاؤں کا انسان ہر آن محتاج ہے۔ لہٰذا سب دوستوں کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی سے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور مقبول خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار محبوب عالم خالد
ناظر مال ۔ ربوہ

اعلان تعطیل

مورخہ ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ جون ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ اتوار پیر کو عید الاضحیہ کے سلسلے میں الفضل کے دفاتر بند رہیں گے۔ لہٰذا ان تاریخوں میں پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (مینجر)

خُدا کی خاطر مصائب کی برداشت بشاشت پیدا کرتی ہے

اقتباس از خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا نظریہ یہ تھا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر اپنے بتوں کی مدد کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امتحان کو جو اُن کی زندگی میں بڑا سخت تھا (نیز دوسرے ابتلاؤں کو بھی) اللہ تعالےٰ کی خاطر اس کی رضا کے حصول کے لئے بشاشت کے ساتھ اور سکونِ قلب اور سینے کی ٹھنڈک کے ساتھ برداشت کیا اور اس یقین سے برداشت کیا کہ اللہ تعالےٰ جس کے ساتھ ہو سلامت اور کامیاب وہی رہا کرتا ہے۔ چنانچہ جب آپ کے دشمنوں نے آپ کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو کہا کہ "بردًا وسلامًا" (الانبیاء ۷۰) یعنی حکم ہوا کہ یہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احساسات میں دکھ کی آگ نہ پیدا کرے بلکہ خوشی اور سکینت اور بشاشت کی ٹھنڈک پیدا کرے تو "بردًا" کا معجزہ احساس سے تعلق رکھتا ہے اور "سلامًا" کا معجزہ جسم سے تعلق رکھتا ہے۔

(حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ غیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو تکالیف کیوں پہنچتی ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ ان سے جاکر پوچھو کہ خدا کی راہ میں انہیں جو پہنچتا ہے جسے تم تکالیف، دکھ اور مصائب اور ایذا سمجھتے ہو آیا وہ بھی ان چیزوں کو تکالیف، مصائب اور ایذا سمجھتے ہیں یا بڑی لذت اور سرور پہنچانے والی چیزیں سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال میں یہ بتایا کہ جو حقیقتاً خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والے اور اس کی عظمت اور اس کے جلال اور احسان اور اس کی توحید اور اس کی رحمت اور اس کی رأفت کے جلوے دیکھنے والے ہیں وہ ان دکھوں کو دُکھ نہیں سمجھتے۔ ان آگوں کو آگ نہیں سمجھتے یہ آگ ان کی بلکہ ان کے غلاموں کی غلام ہو جاتی ہے وہ ان دکھوں کو، اس آگ کو "بردًا"، ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میں تیرے ذریعہ سے دنیا پر یہ ثابت کر دونگا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ ہو وہ تباہ نہیں ہوا کرتا۔ وہ سلامتی کا وارث ہوتا ہے۔ وہ خدائے سلام سے سلامتی کو حاصل کرتا ہے اس کو ہلاکت کے چشمے اور شیطان کے منبعے ہلاک نہیں کر سکتے۔"

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰۔ احسان ۱۳۷۰ ہش ۲۰۔ جون ۱۹۹۱ء

توکّل علی اللہ

کسی کے پاس روپیہ پیسہ ہو تو پریشانی کہ کوئی چور اچکا ہتھیا نہ لے۔ اور اسکی وجہ سے جان ہی پر نہ آفت آجائے۔ اور روپیہ پیسہ نہ ہو تو پریشانی کہ ضروریات کہاں سے اور کیسے پوری کی جائیں۔ جیب خالی۔ تنگدستی پر تو انسان زندگی سے لاچار ہو جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ کیا کرے۔ یہ پریشانی پہلی قسم کی پریشانی سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پہلی قسم کی پریشانی میں تو انسان عیش بھی لوٹتا ہے اور پریشانی کا بھی اظہار کرتا ہے لیکن دوسری قسم کی پریشانی میں خور و نوش کی صحیح صورت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر انسان کا تعلق خدا سے ہو اور اس پر اس کی نظر ہو۔ اس سے مانگتا ہو اور اسی سے لیتا ہو۔ اور کچھ نہ ہونے پر بھی اسی کا شکر ادا کرتا ہو تو کیفیت ہی بدل جاتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مَیں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ جیسے سخت حبس ہوتا ہے اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب مَیں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے (اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا) جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے مَیں اسکی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔"

کتنا اعلیٰ نسخہ ہے اپنی خالی صندوقچی کو بھرتے کا۔ یعنی کچھ نہ ہوتے ہوئے بہت کچھ حاصل کرنے کا۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر توکّل ہو تو نہائت آسان۔ اور توکّل مفقود ہو تو سب سے زیادہ مشکل۔ دراصل جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیار کا تعلق نہ ہو۔ اور اس پر کامل توکّل نہ ہو انسان خالی ہاتھ ہو کر منہ سے صحیح بات بھی نہیں نکال سکتا۔ وہ شکوہ کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق بُرے بُرے خیالات کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ خدا کے فضل پر یقین واثق پیدا ہونا چاہیئے۔ اس پر توکّل کیا جانا چاہیئے اور خالی جیب ہو کر بھی سرور کی کیفیت محسوس ہونی چاہیئے۔ اور انسان کو طمانیت حاصل ہونی چاہیئے۔ اگر ایسا ہو سکے تو جیب خالی ہو گی۔ تو خوشی اور جیب بھری ہو گی تو خوشی۔ اور یہی خوشی اس کی جیب بھرتی رہے گی کیونکہ اس کا منبع توکّل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین واثق۔

جو ملا مجھ کو بصد شوق لیا شُکر کیا
جو نہ مل سکتا ہو مَیں نے اسے چاہا بھی نہیں
مجھ کو خوشحال بنانا ترے بس میں کب تھا
تُو نے تو میری قناعت کو سراہا بھی نہیں

ابوالاقبال

میرا گھر بھی تیرا گھر تھا
تُو اندر تھا۔ تُو باہر تھا
سب نے آنسو روک لئے تھے
بستی کو بارش کا ڈر تھا

تیرے پیار کا جو منظر تھا
وہ الفاظ سے بالاتر تھا
اپنوں پر موقوف نہیں ہے
وہ غیروں کا بھی دلبر تھا

پلکوں پر جو نورِ سحر تھا
اس سے اندھیروں کو ڈر تھا
تیرا ہر دعویٰ تھا سچّا
تُو سچّائی کا پیکر تھا

مجھ کو تھا کچھ فکر نہ فاقہ
میرا سر تھا تیرا در تھا
تُو نے سب سے پیار کیا تھا
یہ الزام بھی تیرے سر تھا

تُو مرکز تھا میری جاں کا
میری ذات کا تُو محور تھا
سینہ لہولہان تھا تیرا
چہرہ بھی اشکوں سے تر تھا

مَیں اک بھُوکا پیاسا راہی
تُو میرا حوضِ کوثر تھا
حشر کا دن تھا گھر کے اندر
باہر بھی روزِ محشر تھا

تیری یاد میں بہنے والا
ہر آنسو گھر کا زیور تھا
خلقت ملنے کو آئی تھی
تُو تھا کہ سرگرمِ سفر تھا

تُو محرم تھا میرے گھر کا
تُو اس عہد کا دیدہ ور تھا
باہر سورج ڈوب رہا تھا
اندر برفانی بستر تھا

کوتاہ قامت تھا ہر کوئی
تُو ہی تھا جو قد آور تھا
تُو نے پیار کیا تھا جس سے
آقا! وہ تیرا مضطر تھا!

چوہدری محمد علی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ ... یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ مَیں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے مَیں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے۔ اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ ...... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۶۹، ۳۷۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے:۔

یہ خط سنکر ملکہ سباء نے کہا اے میری قوم کے سردارو۔ میری اس مشکل میں مجھے مشورہ دو جب تک تم میرے دربار میں حاضر ہو کر مشورہ نہ دو میں کوئی فیصلہ نہیں کیا کرتی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی ڈیماکریسی قائم ہو گئی تھی اور بادشاہت کے حقوق محدود تھے۔ ان سورماؤں نے جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک لشکر کے سردار کو جو پدی جیسا جانور تھا دیکھ لیا تھا۔ کہا کہ حضور ہم تو بڑے طاقتور ہیں اور جنگ میں بڑے آزمودہ کار ہیں۔ ان پرندوں کے لشکر نے ہمارا کیا بگاڑ لینا ہے۔ دس منٹ میں ہمارے بچے ہی انکو مار مار کر کھا جائیں گے۔ مگر فیصلہ بہر حال آپکے اختیار میں ہے جو آپ حکم دیں گے کریں گے۔ تا اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان چڑیوں کے پیچھے آپ کے جرنیل گھوڑے دوڑاتے ہوئے دوڑ پڑیں تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ اور اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان چڑیوں کو بھون بھون کر کھا جاؤ تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ ملکہ سباء کہا کہ جب بادشاہ کسی زبردست لشکر کے ساتھ ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو اجاڑ دیا کرتے ہیں اور اس کے باشندوں میں سے معزز لوگوں کو ذلیل یعنی جانوروں کی طرح کر دیا کرتے ہیں۔ (   )

اور ہمیشہ سے بادشاہ اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی تاریخ پہ غور کر کے دیکھ لو۔ جب بھی کوئی قوم کسی ملک کو فتح کرتی ہے وہ اپنی فتح کے غرور میں مفتوح قوم پر بڑی بڑی سختیاں کرتی ہے۔ اور پھر غرور کے علاوہ اس قوم کو یہ ڈر بھی ہوتا ہے کہ اگر مفتوحین کو جلد کچلا نہ گیا تو ممکن ہے یہ پھر بغاوت کر دیں گویا انکے قلوب میں اطمینان نہیں ہوتا۔ اور انہیں ہر وقت بغاوت کا خطرہ رہتا ہے۔ اسی لیئے وہ حد سے زیادہ مظالم ڈھاتے اور بڑی بڑی سختیاں لوگوں پہ کرتے ہیں۔ جیسے اٹلی نے جب ابے سینیا پر قبضہ کیا تو اس نے بڑے بڑے ظلم کئے۔ عرب لوگ ان مظالم کو کثرت سے بیان کیا کرتے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ اٹلی نے ابے سینیا پر قبضہ کرنے کے بعد ہزاروں آدمی بلاوجہ مروا ڈالے اور بعض دفعہ لوگوں پر اپنی حکومت کا رعب جمانے کے لیئے گھروں کے دروازوں پر لوگوں کو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا تھا۔ غرض ہر قوم جس کی بنیاد مذہب پر نہیں ملکوں کو فتح کرنے کے بعد اس قسم کے مظالم کیا کرتی ہے۔ آخر دنیا میں ہزاروں سال کی تاریخ موجود ہے۔ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اتباع کو چھوڑ کر یا ایک دو اور بادشاہوں کو مستثنیٰ کر کے بتاؤ تو سہی کہ کسی قوم نے کسی ملک پر غلبہ حاصل کیا ہو اور اسنے وہاں ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا ہو تورات پڑھ کر دیکھ لو وہاں بھی یہی احکام ہیں کہ

"جبکہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے۔ تو تو انہیں مار لیو اور حرم کیجیئو۔ نہ تو ان سے کوئی عہد کر لیو۔ اور نہ ان پر رحم کر لیو۔ تم ان کے مذبحوں کو ڈھادو اور ان کے بتوں کو توڑ دو۔ انکے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالو اور انکی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دو"

(استثناء باب ۷ آیت ۲ تا ۶)

اس طرح لکھا ہے:۔

"جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔ اور جو کچھ اس شہر میں ہو اسکا سارا لوٹ اپنے لئے لے"

(استثناء باب ۲۰ آیت ۱۳ تا ۱۶)

غرض جب کوئی قوم فاتح ہو تو وہ یہی کچھ کیا کرتی ہے۔ انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا تو انہوں نے بھی یہاں کے لوگوں پر بڑی بڑی سختیاں کیں اور جب غصہ نکل گیا تب اعتدال پر آئے۔ ورنہ غدر کے ایام میں انگریزوں نے جو جو کارروائیاں کی ہیں انکا ذکر سن کر انسان کانپ اٹھتا ہے۔ اس وقت کے کئی چشمدید واقعات کا ذکر میں نے بھی سنا ہے۔ ہمارے اپنے پڑنانا کا حال ہماری نانی صاحبہ سنایا کرتی تھیں کہ غدر کے دنوں میں وہ سخت بیمار تھے۔ ایک دن اچانک انگریزی فوج کے بعض سپاہی مکان کے اندر گھس آئے اور ان میں سے ایک نے انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو بھی میں نے لڑتے دیکھا ہے۔ وہ بیچارے گھبرا کر کھڑے ہوئے تو ان سپاہیوں نے وہیں انکو گولی سے مار ڈالا۔

ملکہ سبا اسی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے کہ (   )

یعنی دستور اور قانون یہی ہے کہ جب کسی ملک میں نئے بادشاہ آتے ہیں تو معزز لوگوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔ یہ خدائی قانون ہے۔ جو کبھی نہیں بدل سکتا۔ سوائے اسکے کہ داخل ہونے والا دنیوی اصطلاح میں ملک نہ ہو۔ جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا آپکے خلفاء تھے۔ وہ روحانی بادشاہ تھے۔ دنیوی اصطلاح میں ملک نہیں تھے۔ اسی طرح دو چار اور لوگ جنہیں بطور استثناء پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ گو بادشاہ کہلاتے ہوں مگر ان معنوں میں بادشاہ نہیں تھے جن معنوں میں دنیادار بادشاہ ہوتے ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ خدا تعالےٰ کے نیک بندے تھے۔ چنانچہ ساری یورپین تاریخ میں صرف ایک مثال ایسی نظر آتی ہے جس میں فاتح نے غیر قوموں کے مقابلہ میں نہیں بلکہ اپنی قوم کے ہی ایک حصہ کے مقابلہ میں عفو و درگذر سے سلوک کیا۔ یہ مثال ابراہیم لنکن کی ہے جو امریکہ کا پریذیڈنٹ تھا۔ اسکے عہد حکومت میں ایک دفعہ یونائٹڈ سٹیٹس امریکہ کے ایک حصے نے دوسرے حصہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب شمالی یونائٹڈ سٹیٹس نے جنوبی یونائٹڈ سٹیٹس پر فتح پائی اور وہ ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہونے لگا تو جرنیلوں نے فتح کا مظاہرہ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی ہوئی تھی۔ اور انکی تجویز تھی کہ بینڈ بجاتے ہوئے ہم شہر میں داخل ہونگے مگر جب ابراہیم لنکن نے ان انتظامات کو دیکھا تو اس نے اپنے جرنیلوں کو ڈانٹ دیا اور کہا کہ کیا یہ خوشی کا مقام ہے کہ امریکنوں نے امریکنوں کو قتل کیا ہے۔ لڑائی تو ہمیں مجبوراً کرنی پڑی تھی ورنہ اپنی قوم کا خون بہانا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے اپنے جرنیلوں سے کہا تم پیچھے کھڑے رہو۔ میں اکیلا شہر میں داخل ہوں گا۔ چنانچہ وہ اکیلا شہر میں داخل ہوا اور باغی فوج کے افسر کے دفتر میں جاکر اسکے ڈیسک پر سر جھکا کر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر پرنم آنکھوں کے ساتھ دعا میں مشغول رہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ تمام یورپین تاریخ میں صرف ایک مثال ہے۔ جہاں فاتح نے مفتوح کو ذلیل کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے آپ نے جب مکہ فتح کیا تو باوجود اسکے کہ کفار مکہ سال ہا سال تک آپکو اور آپؐ کے صحابہؓ کو سخت سے سخت تکالیف پہنچاتے رہے تھے آپ نے ان سب سے کہہ دیا کہ جاؤ میں تم پر کوئی گرفت نہیں کرتا۔ پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگذر یہیں تک محدود نہیں بلکہ آپؐ نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہارے ہاتھ پر مصر کو فتح کرے گا جب تم فاتحانہ حیثیت سے اس میں داخل ہو تو اسوقت تم اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری دادی ہاجرہؑ مصر کی تھی۔ اب کہاں حضرت ہاجرہؑ کا زمانہ اور کہاں صحابہؓ کا زمانہ۔ مگر اتنی دوری کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیس سو سال پہلے کی دادی ہاجرہ کا ذکر کر کے اپنے صحابہ کو نصیحت فرمائی کہ تم اس تعلق کی بنا پر مصر کے لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور ان سے حسن سلوک کرنا۔ پس اس قسم کا نمونہ دکھانا انبیاء کا ہی کام ہوتا ہے ورنہ عام دستور دنیا کے بادشاہوں کا یہی ہے کہ جب وہ کسی ملک میں فاتح بن کر داخل ہوتے ہیں تو بڑے بڑے ظلم کرتے اور ہزاروں لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں۔

فرماتا ہے کفار کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ تو اس وقت ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ بے شک ہمیں اور ہمارے گذشتہ آباؤ اجداد کو بھی اس سے پہلے ایسے ہی وعدے دئیے جاتے رہے ہیں مگر ہم تو سمجھتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور یہ قیامت کا شور محض پرانے لوگوں کی ایک نقل ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ تم زمین میں پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا۔ پھر کیوں تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جو خدا اس دنیا میں مجرموں کو اپنے کیفر کردار تک پہنچا سکتا ہے۔ اس دنیا میں انہیں قیامت کا ایک نظارہ دکھا سکتا ہے۔ اس کے لئے انہیں دوسری قیامت کا نظارہ دکھانا کونسا مشکل امر ہے تمہارا بڑا اعتراض آخر یہی ہے کہ ہزاروں سال سے کہنے والے کہتے چلے آئے ہیں مگر قیامت اب تک نہیں آئی اور تمہارے نزدیک یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قیامت کا ادعا بالکل باطل

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طاہرہ بیگم اشرف ناصر

حضرت امّاں جان

(اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

...... سو جب اس موعود نعمت کے عطا ہونے کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ آپ پر سلامتی ہو) کو بار بار اطلاع دی کہ ہم تیرے آباؤ اجداد کے سلسلے کو منقطع کر کے تجھ سے ایک نئی نسل اور نئے خاندان کی ابتدا کرنے والے ہیں۔ نیز آپ کو قبل از وقت یہ بھی بتایا گیا کہ آپ کی یہ دوسری شادی دلی کے ایک مشہور سادات خاندان میں مقدر ہے

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آپ پر سلامتی ہو) کی اس دوسری شادی کا خدائی سامان اس طرح ہوا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب ۱۸۷۶ء سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارادت مندوں میں شامل اور آپ کی خدا نما شخصیت کے مداح تھے۔ ایک دفعہ جذبات عقیدت میں چند امور کے لئے آپ کی خدمت میں دعا کی غرض سے ایک خط لکھا جس میں ایک امر یہ بھی تھا کہ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ مجھے نیک اور صالح داماد عطا فرمائے۔

جب حضرت میر صاحب کا یہ خط پہنچا تو حضور نے خداداد فراست سے درخواست دعا کر خدائی اشارہ پا کر انہیں جواب دیا کہ تعلق میرا اپنی پہلی بیوی سے عملاً منقطع ہے اور میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے (   ) فرمایا ہے کہ جیسا کہ تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات کے معزز خاندان میں سے زوجہ عطا کروں گا۔ حضرت میر صاحب عمر کے تفاوت کو دیکھ کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عمر ۵۰ سال کے لگ بھگ ہے اور ان کی بیٹی کی عمر سترہ اٹھارہ سال۔ گہرے فکر میں پڑ گئے اور کچھ تامل کیا۔ بایں ہمہ خدا نے یہ تصرف کیا کہ حضرت کی نیکی اور نیک مزاجی کے سبب آپ نے دل میں یہ پختہ فیصلہ کر لیا کہ اس نیک مرد سے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت نانی اماں سے مشورہ کے بعد رضامندی ظاہر کر دی۔ ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں عصر اور مغرب کے درمیان مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ صد روپیہ حق مہر پر نکاح پڑھا۔ یہ تقریب دین حق کے تمدن و معاشرتی روشنی میں نہایت سادہ اور پروقار طریق پر انجام دی گئی۔ آپ کوئی زیور کپڑا ساتھ نے کو نہیں گئے۔

صرف اڑھائی سو کی رقم حضرت میر صاحب کے حوالے کر دی کہ جو چاہیں بنوالیں۔

نکاح کے بعد رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ قادیان میں دلہن کے لئے زبان، طرز معاشرت اور ماحول بالکل نئے تھے۔ پھر کجا دلی جیسا بارونق شاندار وسیع اور تاریخی شہر اور کجا دنیا کی آبادی سے دور ایک گمنام سا گاؤں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا بیان ہے کہ رات کے وقت قادیان آئیں۔ کمرے میں ایک کھری چارپائی پڑی تھی جس کی پائنتی پر ایک کپڑا پڑا تھا۔ اس پر تھکی ہاری جو پڑیں تو صبح ہو گئی۔ یہ اس زمانے کی ملکہ (   ) کا بستر عروسی تھا اور سسرال کے گھر میں پہلی رات تھی مگر خدا کی رحمت کے فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اسے کھری چارپائی پر سونے والی پہلے دن کی دلہن دیکھو تو سہی دو جہاں کی نعمتیں ہوں گی اور تو ہوگی۔ بلکہ ایک دن تاج شاہی تیرے قدموں سے لگے ہوں گے (اگر اللہ نے چاہا تو) اگلی صبح حضور نے ایک خادمہ کو بلوایا اور گھر میں سب آرام کا بندوبست کر دیا۔

۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (آپ پر سلامتی ہو) کو یہ جانفزا بشارت دی کہ تیرا گھر برکت سے بھر دوں گا۔ اور اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

چنانچہ اس وعدہ کے مطابق حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے ذریعے سے ایک مبارک نسل کا آغاز ہوا اور آپ کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (آپ پر سلامتی ہو) حضرت بیگم صاحبہ کو ...... میں سے سمجھ کر ان کی بڑی خاطر داری کرتے پسند ناپسند کا خیال رکھتے۔ تحائف دیتے آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت دین حق کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ) کی لڑکی میرے نکاح میں لائے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں پھیلائے۔

حضرت اماں جان ۱۸ سال کی عمر میں (   ) قادیان آئیں انہی ایام میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ماموریت کی اطلاع دی۔ اس طرح تمام زمانہ ماموریت کے نشیب و فراز اور سرد و گرم میں استقلال سے آپ کی ہمدم و رفیق رہیں۔ حضرت کے ہر دعویٰ اور ہر بات پر غیر متزلزل ایمان لائیں۔ سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعا پر تھا کسی چیز پر نہ تھا۔ وہ ہر بات میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو صادق و مصدوق مانتی تھیں۔ آپ کا نمایاں ترین وصف عبادت میں شغف تھا، نماز تہجد اور نماز ضحیٰ کی پابندی کے ساتھ کثرت سے نوافل ادا فرماتیں۔ جماعت اور دین حق کی سربلندی کے لئے سوز و گداز سے دعائیں کرتیں اور آخر عمر میں آپ نے فرمایا اب اس نوع کی دعا کمزوری کے سبب مجھ سے نہیں ہو سکتی جس میں میری طاقت بہت خرچ ہوتی تھی" نماز آپ بے حد خشوع و خضوع سے ادا فرماتی تھیں اور اس کمزوری کے عالم میں آپ کے سجدوں کی طوالت دیکھ کر بعض وقت اپنی حالت پر سخت افسوس اور شرم معلوم ہوتی ہے۔

(روایت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

آپ نے اپنی ساری اولاد کی نہائت اعلیٰ رنگ میں تربیت فرمائی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم فرماتی ہیں۔ اصول تربیت میں میں نے اس عمر تک بہت مطالعہ خاص و عام لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ آپ نے دنیوی تعلیم نہیں پائی (بجز معمولی ارد و خواندگی کے) مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت کے ہیں ان کو دیکھ کر یہی سمجھا کہ خاص خدا کے فضل اور خدا کے (   ) کی تربیت کے سوا، اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا۔

۱۔ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا۔ یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔

۲۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت و غناء کا آپ کا اول سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی تھیں کہ بچے میں یہ عادت ڈالو کہ یہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا باز آ جائے گا۔ اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی میں بھی ان کی منشاء کے خلاف ...... کر سکتے ہیں۔

حضرت اماں جان ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے۔ اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا تھا۔ بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رعب تھا۔ ہم بنسبت آپ کے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دنیا کے عام قاعدہ کے خلاف بہت زیادہ بے تکلف تھے۔

بچوں کی تربیت کے بارے میں آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ دوسرے اس کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر آپ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا جس پر حضرت اقدس کو (اللہ تعالیٰ نے بتایا) کہ خدا خوش ہو گیا۔ جب یہ حضرت سیدہ کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس سے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی۔

بیماروں کی عیادت کرنا اپنا فرض سمجھتیں صدقہ و خیرات کبھی عیاں اور کبھی نہاں ہر طرح سے کرتیں۔ جماعت کے پروگراموں کے لئے مال کی ضرورت ہوتی تو بے دریغ چندہ دیتیں۔ ہاتھ سے محنت کر کے بھی چندہ دیا اور قادیان کی خواتین میں محنت کی عظمت کا احساس پیدا کیا۔ منارہ کے لئے تحریک ہوئی تو اپنی جائیداد فروخت کر کے کل ضرورت کا ۱/۲ ادا کر دیا۔ تحریک جدید کا چندہ اول وقت ادا فرما دیا کرتیں۔

حضرت اماں جان بڑی مہمان نواز تھیں اپنے عزیزوں اور دوسرے لوگوں کو اکثر کھانے پر بلاتی رہتی تھیں۔ اگر گھر میں کوئی چیز پکتی تو عزیزوں کے گھروں میں بھجواتی تھیں۔

عید کے دن اپنے سارے خاندان کو اپنے پاس کھانے کی دعوت دیتی تھیں اور ہر ایک کی پسند کا خیال رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت (بانی سلسلہ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امۃ الباسط ایاز ۔ لندن

لندن سے قادیان تک

حُب الوطنی ایک فطرتی جذبہ ہے جو ہر ذی رُوح میں پایا جاتا ہے۔ یہی وہ جذبہ تھا جو جشنِ تشکر کے سال میرے دل میں مچلتا رہا۔ اور اپنے پیارے وطن قادیان کی زیارت کے لئے مجھے اُکساتا رہا۔

ہاں وہ مادرِ وطن جو میری بھی جائے پیدائش ہے میں نے اپنی خواہش کا اظہار اپنے میاں (افتخار احمد ایاز صاحب) سے کیا۔ لہٰذا انہوں نے میری اس خواہش کو پُورا کرنے کی سعی شروع کر دی اور میں نے بھی دُعاؤں میں وقت گذارنا شروع کر دیا۔ شروع میں چند ایک ایئرلائنز میں سیٹیں نہ ملنے کی وجہ سے بے چینی اور گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ لیکن میں نا اُمید نہ تھی۔

آخر میرے میاں نے پُوری فیملی کے P.I.A کے ٹکٹ لا کر تھما دیئے۔ اور ہم سب ۱۵ دسمبر وطنِ عزیز کے لئے روانہ ہوئے۔ اگلے روز کراچی کی سرزمین پر قدم رکھا۔ تو ہمارے دل ایسی خوشی سے ہمکنار تھے جو بیان نہیں کی جا سکتی۔ اُسی شام لاہور کی فلائیٹ تھی لیکن کسی وجہ سے نہ مل سکی تو ہمیں ٹرانزٹ ہوٹل MIDWAY میں لے جایا گیا۔ جہاں ہم نے ایک رات بسر کی اور سفر کی تھکاوٹ دُور ہونے پر صبح ہوٹل کے کمرہ میں لگا ہوا ریڈیو آن کیا تو ریڈیو پاکستان سے یہ بول سُننے میں آئے اناؤنسر کہہ رہی تھی "پہلے دن مہمان، دوسرے دن شیطان اور تیسرے دن وبالِ جان"۔ یہ تھا تو حُسنِ اتفاق۔ لیکن ہم سب ایک دوسرے کے مُنہ کو اس طرح دیکھنے لگے۔ جس طرح یہ ہمارے لئے ہی کہا جا رہا ہو۔ خیر دوپہر کے قریب ہماری لاہور کے لئے فلائٹ تھی۔ لاہور پہنچ کر رات گذاری اور اگلے دن علی الصبح واہگہ بارڈر پار کر کے انڈیا کی سرزمین پر قدم رکھا تو ہم سب کے جذبات ناقابلِ بیان تھے ایک ایسی خوشی تھی جو رُوئیں رُوئیں میں بسی جا رہی تھی۔ اب ہمارے ارد گرد سکھوں کی ٹولیاں تھیں، کوئی ہمارا سامان ہاتھ میں لے کر چلنا چاہتا تھا تو کوئی اصرار کر رہا ہے کہ میری TAXI میں سوار ہوں۔ میں سیدھا قادیان لے جاؤں گا، پیسے بھی کم لوں گا اور جلدی پہنچاؤں گا۔ بیچارے سکھ بھائیوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر بہت دُکھ ہوا بیچارے ننگے پاؤں پھٹے پرانے کپڑے، بعضوں کو وہ بھی نصیب نہیں بلکہ اپنے آپ کو چادروں میں ہی لپیٹا ہوا ۔۔۔ یہاں غربت کے دلخراش مناظر دیکھنے میں آئے۔ ہاں البتہ پاکستانی بھائیوں کی حالت قدرے بہتر نظر آئی۔ میرے میاں چونکہ کامن ویلتھ کی طرف سے جزیرہ طوالو پر ملازم ہیں اس لئے کامن ویلتھ کے آدمی سمجھتے ہوئے انڈین گورنمنٹ نے ان کو ایک خاص ٹیکسی جو کہ پولیس کی تھی کرائے پر لے دی اور خود پولیس آفیسر نے ڈرائیور کو ہدایات دیں کہ یہ برٹش گورنمنٹ کا آدمی ہے اسے سیدھے قادیان پہنچانا، راستے میں کوئی گڑبڑ وغیرہ نہ ہو۔ (ان دنوں چونکہ پنجاب میں اکثر وارداتیں ہونے کا خطرہ تھا) اب ہم امرتسر سے ہوتے قادیان کی مبارک اور پاک بستی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میرے میاں نے بتایا کہ اب بہت جلد منارہ نظر آنے والا ہے۔ تو ہم سب نے بے چین نظروں سے اس طرح دیکھنا شروع کیا جس طرح انسان عید کا چاند دیکھنے کے لئے بے تاب ہوتا ہے۔ ہاں اسی چاند کو دیکھنے کے لئے تو لندن سے سفر اختیار کیا تھا۔ آج آٹھ سال کے بعد یہ تمنا بر آئی تھی۔ کچھ لمحوں کے بعد ہی ہم دار کی گلیوں میں مینار کے سامنے کھڑے تھے۔ ہم وہی سب کچھ دیکھ رہے تھے جسے دیکھنے کے لئے بیتاب تھے۔ اس وقت مجھے اپنے پیارے آقا حضور اقدس بہت یاد آئے اور میں نے ان کیلئے بہت دُعائیں کیں۔

بیت المبارک کے باہر بیت الدعا میں جانے کے اوقات درج تھے۔ ہم نے خواتین کے مقررہ وقت سے قبل بہشتی مقبرہ جانے کا پروگرام بنا لیا۔ بہشتی مقبرہ کیا ہے ؟ منہ بولتا قطعۂ جنت نظیر !

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پروانے جوق در جوق عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرتے چلے آ رہے تھے۔ ہم نے بھی حضور کے مزار مبارک پر دُعا کے بعد دیگر بزرگ ہستیوں کی قبروں پر دعائیں کیں۔ اس کے بعد شام ڈھلنے لگی۔ شام کے دھندلکے میں مینارہ جھلملاتی، رنگ برنگی روشنیوں سے بقعۂ نور بنا ہُوا تھا اور دُور دُور سے دعوتِ نظارہ دے رہا تھا۔ اس کی سجاوٹ نہایت اعلیٰ طریق پر کی گئی تھی۔ بے ساختہ حضرت اقدس کا یہ شعر زبان پر آ گیا۔ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اس کے علاوہ بھی سارے قادیان کی صفائی اور سجاوٹ کا بے حد اہتمام کیا گیا تھا۔ کھانے کی تقسیم اور لنگر اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ دینی روایات کی پابندی اور وقار نظر آتا تھا۔ اس صد سالہ جشنِ تشکر کے تاریخی جلسہ پر حاضری اس پہلے جلسہ کی نسبت جو اس مقدس بستی میں پہلی بار ہوا تھا سو گنا تھی یعنی اس بستی کے پہلے جلسہ کی حاضری صرف ۷۵ تھی اور اب یعنی ۱۹۸۹ء میں ۷۵۰۰ تھی۔ یہ بھی احمدیت کا ایک روشن نشان اور ثبوت ہے۔ جس پر حاضرین کے دل حمد سے لبریز تھے۔ جلسہ گاہ برائے مستورات بہشتی مقبرہ کے ساتھ والے باغ میں تھا۔ مردوں کے لئے ناصر آباد کے وسیع و عریض میدان میں انتظام تھا۔ مستورات کے جلسہ گاہ کو نہایت عمدگی سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج نہایت سادہ مگر صفائی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہی تھی قناتوں کے ساتھ ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر خوبصورت رنگوں میں کپڑے کے بنے ہوئے BANNERS لٹکے ہوئے تھے جن پر خوبصورت حروف میں عبارات لکھی ہوئی تھیں۔ دو پوسٹرز مجھے بہت پسند آئے جن میں سے ایک تھا کہ

"سچے احمدی کی ماں زندہ باد" اور دوسرا "اسلم تسلم" گویا ہم ماؤں کے واسطے اپنے بچوں کی تربیت کے لئے یہ دونوں باتیں بہت اہم اور ضروری ہیں یعنی۔ "سچ بولنے کی عادت" اور "ایک دوسرے کو سلام کرنے کی عادت" ہمارے یہاں انگلستان میں ایک دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کی عادت بہت کم پائی جاتی ہے۔ گویا کہ لوگ منتظر رہتے ہیں کہ کوئی انہیں آگے بڑھ کر سلام کہے تو وہ جواب دیں۔ حالانکہ ہر ایک کے دل میں یہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ سلام میں پہل کریں۔ اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اگر مائیں اس جذبے کو اپنا لیں تو بچے خود بخود سیکھ جائیں گے۔

آمدم بر سرِ مطلب جلسہ کی کارروائی کے دوران انتظام بہت اچھا تھا کوئی خاتون یا بچہ اِدھر اُدھر پھرتے نظر نہیں آئے سوائے ان کے جو ڈیوٹی پر تھیں۔ تقاریر نہایت محنت اور کوشش سے تیار کی گئی تھیں۔ ہر فرد خاموشی سے تقاریر سُننے میں محو تھا۔ کچھ تقاریر مردانہ جلسہ گاہ سے بھی لی جاتی رہیں لیکن زیادہ تر خواتین کا اپنا پروگرام تھا۔ ایک تقریر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جو ایک نوجوان ہندو لڑکی کی تھی۔ جو کہ ہمارے ایک مربی مولوی محمد عمر صاحب کے زیرِ تربیت ہے وہ لڑکی احمدیت سے اس قدر متاثر ہو چکی ہے گویا کہ احمدیت کی تعلیم سے ہمیں روشناس کروا رہی تھی۔ اگر وہ اپنی تقریر کے آخر میں یہ نہ بتاتی کہ میں ایک ہندو لڑکی ہوں تو ہمیں کبھی گمان بھی نہ ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ بہت جلد اسے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قادیان میں چونکہ بجلی کی فراہمی میں کافی دقت ہے اس لئے جلسہ کا تمام پروگرام دن کی روشنی ہی میں ختم ہو جاتا تھا۔ لجنہ ہندوستان کی طرف سے جلسہ گاہ کے بائیں پہلو میں نمائش کا انتظام تھا جو جلسہ کے پروگرام کے بعد کھلتی تھی۔ مختصر مگر نفیس اشیاء تھیں۔ لجنہ ہندوستان کی بہنوں کے اپنے ہاتھوں بنائے ہوئے تحائف خریدنے میں بہت لطف آیا۔ ایک خاص چیز جو میں نے خریدی وہ صندل کا پاؤڈر اور صندل کے برادے سے بنے ہوئے ہار تھے جو لجنہ مالابار کی طرف سے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ یہ ہار دلہن کو پہناتے ہیں۔ یا کپڑوں کے بکس میں رکھتے ہیں تاکہ صندل کی خوشبو آتی رہے۔ پلاسٹک کے بنے ہوئے پھول اور ٹوکریاں بھی بہت خوبصورت تھیں۔ دائیں طرف پکوڑے، سموسے اور چاٹ وغیرہ کے سٹال تھے۔ ہر چیز بے حد لذیذ اور سستے داموں تھی۔ خوب چہل پہل تھی۔ لیکن ہر خرید و فروخت جلسہ کے اختتام پر ہوتی تھی۔

یہاں ایک دلچسپ ملاقات کا ذکر بغرضِ دُعا کرتی چلوں، ہمارے ایک عزیز قادیان میں رہائش پذیر ہیں۔ اور ہم ہمیشہ ان ہی کے پاس ٹھہرتے ہیں۔ اس بار بھی ان کے ہاں گئے۔ بکثرت مہمان ان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک کمرہ مردوں کے لئے اور ایک خواتین کے لئے مخصوص تھا۔ ہم رات ساڑھے دس بجے کے قریب سونے کے لئے لیٹے، اس کمرے میں تقریباً بیس افراد زمین پر بستر بچھائے اکٹھے لیٹے تھے اور دل ہی دل میں خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گا رہے تھے اور بے حد خوش تھے کہ اچانک کسی نے مجھے آواز دے کر پکارا، جب میں کمرے سے باہر نکلی تو آپا رحمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جننز برادر رقیب آف کیلیفورنیا کو گرم چادر میں لپیٹے لپٹائے کھڑے پایا۔ بہت تپاک سے گلے ملیں اور کہنے لگیں کہ ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔ میں نے کہا دو ہی دن کی تو بات ہے۔ ہم جہاں ٹھہرے ہیں یہیں ٹھیک ہیں اور ہمیشہ یہیں ٹھہرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور کہا کہ جہاں آپ ٹھہری ہوئی ہیں یہاں تو مہمان کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں لیکن ہمارے ہاں کوئی مہمان نہیں ٹھہرا ہے۔ اور ہم بھی اس برکت میں سے حصہ لینا چاہتے ہیں کہ مہمانوں کو اپنے ہاں ٹھہرائیں۔ اس لئے آپ کو چلنا ہوگا۔ ان کے پُرخلوص اصرار پر ہم سب کو وہاں جانا پڑا۔ (ان کی اور ہماری ملاقات امریکہ میں ہوئی تھی)۔ گھر لا کر ان میزبانوں نے جو ہماری مہمان نوازی کی اُسے بیان کرنے کے لئے میں اپنے پاس الفاظ نہیں پاتی۔ دعا ہے خدا تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہماری یہ میزبان بزرگ درویش عمر دین صاحب کی بیٹی تھیں اور چونکہ ان کے والد محترم کے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ بہت اچھے مراسم ہیں اس لئے ایک ہندو دوست نے اپنی ایک بھینس انہیں مہمانوں کی خاطر دے رکھی تھی کہ مہمانوں کو خوب دودھ اور مکھن کھلاؤ۔ اور میری طرف سے خاطر و مدارات کا یہ تحفہ ہے۔ اللہ اللہ ہندوؤں کے اس جذبۂ اخوت و محبت کو دیکھ کر میرا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوگیا کہ حضرت اقدس کے مہمانوں کا بھی غیر قوموں کو کس قدر احساس ہے۔ میں اپنی میزبان فیملی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کی بچیوں کے نصیب نیک فرمائے جن کی ابھی شادیاں ہونے والی ہیں۔ خدا تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

اب "بیت الدعا" کا ذکر کرتی ہوں۔ اکثر لوگ تو اس کے بارے میں جانتے ہیں لیکن جو نہیں جانتے انہیں زندگی میں اگر کبھی وہاں جانے کا اتفاق ہو تو باہر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھ کر اس جگہ کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں کئی بار وہاں جانے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ اس مرتبہ چھ بہنوں کو ایک مرتبہ دعا کے لئے اندر جانے دیتے ہیں۔ ایک بہن ڈیوٹی پر کھڑی تھیں اندر جانے والی خواتین کی قطار بنی ہوئی تھی۔ میرے آگے جو دو بہنیں کھڑی تھیں انہوں نے میری بے تابی کو دیکھتے ہوئے کہا کہ آپ اتنی مضطرب کیوں ہیں باری آ ہی جائے گی۔ میں نے جواب دیا کہ جانا تو باری آنے پر ہی ہے۔ لیکن بہت دور سے آنے کے بعد منزل پر تیز تیز قدم اٹھانے کو جی چاہتا ہے۔ میرے بتانے پر کہ میں لندن سے آئی ہوں۔ انہوں نے مجھے گلے لگا کر پیار کیا اور رونے لگیں کہ تم بہت خوش قسمت ہو کہ ہمارے پیارے آقا کے پاس سے آئی ہو۔ جا کر ہمارے پیارے حضور کو بتانا کہ ہم اڑیسہ اور سکندر آباد سے ہیں۔ ہمارا سلام حضور اقدس کی خدمت میں عرض کرنا۔ حضور ہمیں جانتے ہیں اس کے بعد انہوں نے مجھے پہلے اندر بھیجنا چاہا۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ میں اپنی باری پر ہی جاؤں گی۔ مجھے کسی کی حق تلفی منظور نہیں ہر بہن کی خدمت میں تین منٹ کے بعد باہر آنے کی درخواست کی جاتی تھی لیکن مجھے رعایت دی گئی کہ میں جتنا وقت چاہوں دعا کر سکتی ہوں۔ اس کے لئے میں اُن سب کی اور خدا تعالیٰ کی بے حد شکرگزار ہوں۔ دعائیں سب جاننے کی ہونگی۔ خدا تعالیٰ سب کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ دعا کے بعد باہر آنے والی ہر بہن کی آنکھیں آنسوؤں سے تر پائیں۔

جلسہ کے تیسرے دن ابرِ رحمت بھی خوب برسا اور ہم بھی جی بھر کر دعائیں مانگتے رہے۔ آج یعنی جلسہ کے تیسرے دن خواتین کے لئے بیعت مبارک میں انتظام تھا۔ اور مردوں کے لئے اقصیٰ میں علی الصبح لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر دیا گیا کہ بیوت میں جلسہ سننے کے لئے صرف باہر سے آنے والے مہمان تشریف لائیں۔ قادیان کے مقامی لوگ، گھروں میں ہی جلسہ کی کارروائی کو سنیں۔ جلسہ کا پروگرام گھروں میں بہ آسانی سنا جا سکتا تھا۔ اکثر لوگ حیران ہوں گے کہ وہ کیسے ـــ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا انتظام کیا گیا تھا۔ اس عظیم الشان تاریخی جلسہ میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں، انعاموں اور برکتوں کے نظارے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

اختتامی دعا کے بعد کچھ تبرکات و تحائف خریدنے کا سوچا تو ہماری بہن رفعت نے بتایا کہ احمدیہ بازار میں ایک ہندو "مالک رام" کی دکان ہے جو ہر سال جلسہ کے مہمانوں کے لئے ۵ فیصد رعایت پر چیزیں دیتا ہے۔ لہٰذا ہم اسی دکان پر گئے۔ واقعی گرم چادریں سوٹ اور سلک کے سوٹ۔ نہایت موزوں قیمتوں پر خریدے۔ اس دکاندار کے اعتبار اور حُسنِ اخلاق کا مظاہرہ دیکھیں کہ چونکہ اُس وقت بنک بند ہو چکے تھے اور انڈین روپے اگلی صبح ہی مل سکتے تھے لیکن مالک رام نے کپڑوں کی گٹھڑی بھجوا دی اور رقم اگلی صبح لینے پر بھی بے حد

باقی صـ۷ پر

بقیہ: صـ۳ سے آگے

ہے۔ لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا خدا قیامت نہیں لا سکتا؟ اگر وہ لا سکتا ہے اور تم اپنی آنکھوں سے دنیا میں اس کے نظارے بھی دیکھ رہے ہو تو پھر تمہارا یہ کہنا کہ قیامت کیوں نہیں آتی ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے تم زمین میں پھرو اور دیکھو کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔ کیا وہ سزا نہیں پاتے رہے اور جب آج تک تمام مجرم سزا پاتے چلے آئے ہیں۔ تو تم یہ کس طرح سمجھ سکتے ہو کہ ہمیں کوئی سزا نہیں ملے گی۔ جس طرح پہلی مجرم قوموں پر دنیا میں ہی قیامت کا آجانا اور ان کا صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا جانا اخروی قیامت کا ایک ثبوت ہے۔ اسی طرح تم پر جو دنیوی عذاب آئیں گے۔ یہ بھی اخروی قیامت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہوں گے۔

چونکہ اوپر یہ بتایا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین ابدی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ اور وہ بھی پہلے مجرموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوں گے۔ اور یہ بات ایسی تھی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سخت قلق اور اضطراب پیدا کرنے والی تھی۔ کیونکہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کی قوم ہلاک ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کی تباہی پر غم نہ کر کیونکہ یہ تباہی کی گھڑی ان پر ضرور آنے والی ہے۔ مگر چونکہ ابھی ان کی کامل تباہی میں کچھ دیر ہے۔ اس عرصہ میں یہ لوگ تیرے خلاف برابر منصوبے کرتے چلے جائیں گے۔ اور تجھے مٹانے کے لئے ہر قسم کی تدابیر عمل میں لاتے رہیں گے۔ لیکن تو ان کی تدبیروں پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کر کیونکہ آخر ان کی تدبیریں ناکام رہیں گی۔ اور وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

عالیہ احمدیہ آپ پر سلامتی ہو) کو مہمانوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے متکفل ہونے کا ذمہ لیا تھا۔ حقیقی مہمان نوازی کے لئے فطری طور پر مہمان نواز خاتون کا آپ کا شریکِ زندگی بنایا۔ آپ کا خوانِ نعمت اور خوانِ محبت جماعت کے ہر فرد کے لئے کشادہ تھا۔ اس طرزِ عمل سے جماعت کا ہر فرد خود کو آپ کے خاندان کا ایک حصہ تصور کرتا۔ آپ بے تکلفی سے بغیر کسی امتیاز کے اپنے روحانی فرزندوں کے گھروں میں تشریف لے جاتیں اور ان کے دکھ سکھ میں شرکت کرتیں۔ آپ کا گھر ہمیشہ یتامیٰ مساکین اور بیوگان کی پناہ گاہ رہا۔ آپ ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھتیں اور عزیزوں کی طرح حسن سلوک کرتیں۔ یتیم بچوں سے اپنے بچوں کی طرح پیش آتیں۔ انہیں جیب خرچ کے پیسے دیتیں۔ اپنے بچوں کے برابر کھانا کھلاتیں اور خود لباس تیار کروا کے دیتیں۔ موسم سرما میں لحاف تیار کروا کے ضرورتمندوں کو دیتیں۔

حضرت اماں جان کا لباس نہایت نفیس اور سادہ، پردے کے لحاظ سے بہت مناسب ہوتا۔ لمبی آستین کی قمیص پہنا کرتیں۔ آپ کا قلب غیر معمولی طور پر صاف اور وسیع تھا۔ کسی کے لئے خواہ اس سے کتنی تکلیف پہنچی ہو آپ کے دل پر میل نہ آتا تھا۔ کان میں رنجیدہ بات کو انتہائی صبر سے پی جاتی تھیں کہ حیرت ہوتی تھی۔ اور اکثر تاکید کرتی تھیں کہ کسی دوسرے کو کبھی کسی بات کے دہرانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ شکوہ، چغلی، غیبت کسی بھی رنگ میں نہ کبھی آپ نے کیا نہ اس کو پسند کیا۔

(روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

۱۹۰۸ء میں جب حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آپ پر سلامتی ہو) کا وصال ہوا تو توکل علی اللہ ایمان اور صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا جملہ تھا۔ "اے خدا۔ یہ تو ہمیں چھوڑ چلے ہیں پر تو ہمیں نہ چھوڑیو" بعد میں جب آپ کو کسی واقعہ یاد کر کے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یاد آتی تو آپ فوراً قرآن پاک پڑھنے لگتیں۔

(روایت حضرت مولوی غلام نبی صاحب کتاب عرفانی کبیر صـ۵۳۹)

آپ ۲۰، ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء ساڑھے گیارہ بجے شب ربوہ میں ۸۰ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئیں۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

چن لیا تو نے مجھے اپنے (   ) کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے میرے جاناں تیرا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو تیرا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا

آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

اطلاعات و اعلانات

فری کوچنگ کلاسز

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ سکول و کالج کے طلباء کی راہنمائی کے لئے مورخہ ۲۸ جون سے جماعت نہم، دہم۔ گیارہویں اور بارہویں کے لئے جامعہ احمدیہ میں فری کوچنگ کلاسز کا اہتمام کر رہی ہے۔ تمام سائنسی مضامین (بمعہ پریکٹیکل) کے علاوہ انگریزی۔ معاشیات۔ شماریات اور معلوماتِ عامہ کی تدریس اور ویڈیو پروگرام کا انتظام کیا گیا ہے۔ شرکت کے لئے رجسٹریشن ضروری ہے۔ صدر صاحبان والدین اور زعماء کرام سے گذارش ہے کہ وہ ریگولر و پرائیویٹ طلباء کو بھرپور شرکت کی تلقین کریں۔ تفصیلات اور رجسٹریشن فارم کے لئے روزانہ بعد نماز مغرب دفتر مقامی سے رابطہ کریں۔

ناظم امور طلباء
مجلس خدام الاحمدیہ مقامی۔ ربوہ

نمایاں کامیابی: میری بیٹی عزیزہ نفیسہ نصیر نے میٹرک کے امتحان (سائنس گروپ) میں ۷۲۶/۸۵۰ نمبر لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب جماعت سے عزیزہ کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آئندہ بھی بچی کو علم و عمل کے میدان میں نمایاں ترقیات سے نوازے

مسز نصیر احمد قریشی
ٹوبہ ٹیک سنگھ

اعلانِ نکاح: مکرم انس محمود صاحب منہاس ابنِ مکرم میاں محمد احمد جان صاحب چک ۱۶۶ ع مراد ضلع بہاولنگر کا نکاح پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ مبارکہ ندرت منہاس صاحبہ دختر مکرم میاں مجید احمد خان صاحب سے مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل نے مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء کو پڑھا۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اپنے فضل و کرم سے معمور کرے اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ بنائے۔

سانحہ ارتحال: محترمہ صبیحہ خاتون صاحبہ زوجہ سید محمد عبدالمنان صاحب (کٹک) بنت ولی محمد صاحب مونگیری جو اپنے بیٹے سید لطف المنان صاحب کے پاس زمبابوے میں تھیں اچانک ہی ۹ جون ۱۹۹۱ء کی شب اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

○ مکرمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ ملک فضلِ حق خان صاحب کراچی ۸ جون ۱۹۹۱ء کو وفات پاگئیں۔ ان کی عمر تقریباً ۵۹ سال تھی۔ اگلے روز ۹ جون ۱۹۹۱ء کو جنازہ کراچی سے ربوہ لایا گیا۔ دارالضیافت میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جسکے بعد موصیہ ہونے کی وجہ سے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے کے بعد مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید نے دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندئی درجات کے لئے دعا کریں۔

ضرورت ہے

بیت الطیف ربوہ کیلئے ایک خادم کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند صدر/امیر متعلقہ کی سفارش کے ساتھ صدر محلہ دارالصدر غربی سے رابطہ قائم کریں۔

مرکزِ سلسلہ میں قربانی دیجئے

خواہشمند متوجہ ہوں

جو احباب نظام سلسلہ کے تحت مرکز میں قربانی دینا چاہتے ہوں وہ اپنی رقوم دارالضیافت ربوہ میں ارسال فرمائیں۔ گائے کی قربانی کے لئے آٹھ سو روپے اور بکرے کے لئے پندرہ سو روپے نرخ مقرر ہیں۔

(نائب ناظر ضیافت دارالضیافت ربوہ)

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

شکریہ ادا کر رہا تھا۔ اور آئندہ سال بھی جلسہ پر آنے کی دعوت دے رہا تھا۔

یہ تھا ہمارا سفر قادیان تک جو ہم نے لندن سے اختیار کیا۔ ربوہ بھی قیام رہا۔

(ماخوذ از النصرت جنوری تا مارچ ۱۹۹۰ء۔ لندن)

کِس نے کیا کہا

ارشاد احمد حقانی نے "جنگ" میں اپنے کالم میں مکرم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کے ایک انٹرویو کا درج ذیل حصہ پیش کیا ہے۔ ہم "جنگ" اور حقانی صاحب کے شکریہ کے ساتھ وہ حصہ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

(ادارہ)

اسی انٹرویو میں ڈاکٹر جاوید اقبال سے شریعت بل کے بارے میں بھی کچھ سوالات کئے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے جوابات نہایت دلچسپ ہیں۔ آئیے ان کی ایک جھلک بھی دیکھیں۔

سوال: شریعت بل کی منظوری اور پھر شریعت کے نفاذ کے بعد عدالتوں کا موجودہ نظام برقرار رہ سکتا ہے؟ یا پھر ان کی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب: پہلے تو میں آپ کو یہ بتا دوں کہ شریعت بل کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: سرکاری بل یا پرائیویٹ؟

جواب: دونوں کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ شریعت کے نفاذ کے لئے کسی بل کی ضرورت ہے، شرعی نظام وہ ہے جس میں سیاسی نظام جمہوری ہو۔ قانون کی بالادستی ہو۔ اخلاقیات پر عمل ہو اور ریاست فلاحی ہو۔ ہر وہ ریاست جو فلاحی ہے شریعت کے مطابق ہے۔ اسلامی ہے۔

سوال: آپ کا مطلب ہے ہر فلاحی ریاست اسلامی ریاست ہے؟

جواب: یقیناً۔

سوال: مثلاً برطانیہ فلاحی ریاست ہے تو یہ اسلامی ریاست بھی ہے؟

جواب: اگر برطانیہ کے عوام آج مسلمان ہو جاتے ہیں تو انہیں اپنے قوانین میں ریاستی ڈھانچے میں کسی بھی چیز میں کوئی تبدیلی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہر چیز پہلے ہی اسلام کے مطابق ہے۔ شریعت نظامِ حیات کا نام ہے۔ آپ اس میں زندہ رہتے ہیں۔ اسے کسی بل کے ذریعے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے میں نے صبح اٹھ کر شیو کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔ یہ میری عادت بن جائے گی تو یہ کام خود بخود ہوتا چلا جائے گا۔ اسی طرح شریعت کے لئے بھی کسی قانون سازی کی ضرورت نہیں۔ اور یہ جو شریعت بل ہے چاہے سرکاری بل ہو یا پرائیویٹ یہ منافقت کا بیج بونے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا فلاحی ریاست خواہ وہ کسی بھی نوعیت کی ہو شریعت کے مطابق ہے۔

سوال: لیکن قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کی ضرورت تو ہے؟

جواب: اس وقت جو قوانین رائج ہیں وہ اسلام ہی کے مطابق ہیں بلکہ انگریزوں کے زمانے میں بھی قوانین اسلامی ہی تھے اور ان کے مطابق کئی عیسائی اور ہندو ججوں نے بھی جو فیصلے دیئے وہ نظیر ہیں اور یہ ایسے فیصلے ہیں جنہیں کوئی مسلمان عالم بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔

سوال: یہ تو آپ پرسنل لا کی بات کر رہے ہیں؟

جواب: جی ہاں میں پرسنل لا ہی کی بات کر رہا ہوں۔

سوال: لیکن جب قوانین کو اسلامی بنانے کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ پبلک لا بھی اسلام کے مطابق ہو۔

جواب: ظاہر ہے یہاں صدیوں پرانے قوانین تو نافذ تو نہیں ہو سکتے۔ وقت بدل گیا ہے۔ چنانچہ قوانین کو زمانہ حال کے مطابق بنانے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اسی صورت میں پبلک لا اسلام کے مطابق بن سکتا ہے۔

سوال: لیکن ہمارے یہاں یعنی کم از کم سنّی فقہ میں اجتہاد کا کوئی ادارہ نہیں تو اجتہاد کیونکر ہو؟

جواب: یہ ادارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ مولویوں پر مشتمل ہو پارلیمنٹ یا جج بھی اجتہاد کر سکتے ہیں۔ اور بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ اقبال کا نقطہ نظر بھی یہ تھا کہ اجتہاد کے فرائض پارلیمنٹ ادا کرے۔

جسٹس جاوید اقبال کی بعض باتوں سے ہمارے مذہبی حلقوں کو یقیناً اختلاف ہوگا۔ لیکن فرزند اقبال کی سوچ یہی ہے اور جس طرح دوسروں کو اپنی رائے رکھنے کا حق ہے، انہیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ پیش آمدہ مسائل پر اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے کہ اسی طرح مسائل کی تنقیح ممکن ہے اور حقیقت نکھر کر سامنے آ سکتی ہے۔

درخواست دعا

مکرم بشیر احمد صاحب مہار امیر جماعت چک ۴۴۴ گ۔ ب فیصل آباد سخت بیمار ہیں۔ اور C.M.H. راولپنڈی میں داخل ہیں۔ بے ہوشی کی کیفیت ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احیاء کھاتہ جات دفتر اوّل

بعض مجاہدین دفتر اوّل جنکے اسماء گرامی انیس سالہ کتاب میں بوجوہ شائع نہ کئے جاسکے اب ان کے ورثاء نے اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں چندے ادا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اسلئے وہ بھی اب پانچہزاری مجاہدین میں شمولیت کا حق رکھتے ہیں ان کی فہرست (قسط اوّل) بغرض دعا درج ذیل ہے۔

۱۔ مکرم بانغ علی صاحب معین الدین پورہ گجرات۔ بذریعہ مکرم محمد حنیف صاحب (پوتا) متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ
۲۔ محترمہ برکت بی بی صاحبہ زوجہ مکرم محمد فاضل صاحب بذریعہ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب دارالرحمت غربی
۳۔ محترمہ بھولی صاحبہ بذریعہ مکرم محمود احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
۴۔ محترمہ بھاگ بھری صاحبہ زوجہ مکرم ہدایت اللہ صاحب خوشاب بذریعہ مکرم ملک محمد خان صاحب ایڈیٹر راولپنڈی
۵۔ مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب آف قادر آباد سیالکوٹ۔ (خود)
۶۔ مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب ڈھلوں بذریعہ مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب پسر دارالصدر غربی
۷۔ مکرم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب بذریعہ بیگم صاحبہ مکرم مرزا حمید احمد صاحب دارالصدر شرقی
۸۔ مکرم چوہدری اللہ داد صاحب ملکیانہ ضلع گجرات بذریعہ مکرم فضل داد صاحب پسر
۹۔ مکرم میاں اللہ بخش صاحب اٹھوالوی بذریعہ مکرم محمد شفیع اشرف صاحب دارالصدر شرقی
۱۰۔ مکرم ملک ظفر اللہ خان صاحب آف راہوں حال چک ۶۸ ع لیلاں۔ بذریعہ مکرم محمد شریف صاحب لیلاں ۶۸ ع فیصل آباد
۱۱۔ مکرم ڈاکٹر شیخ احمد دین صاحب کنری سندھ بذریعہ مکرم ناصر احمد صاحب (پسر) زیورک سوئٹزرلینڈ
۱۲۔ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم شیخ محمد ذاکر صاحب بذریعہ محمودہ ثروت صاحبہ ربوہ
۱۳۔ مکرم شیخ مولا بخش صاحب دنیا پور ملتان بذریعہ مکرم شیخ منیر احمد صاحب دنیا پور ملتان
۱۴۔ مکرم صوفی احمد دین صاحب چک نمبر ۱۸ بھوڑو شیخوپورہ بذریعہ مکرم کمال الدین صاحب (پسر)
۱۵۔ مکرم حکیم اللہ دتہ صاحب آف شاہ پور انڈیا بذریعہ مکرم شیخ محمد صدیق صاحب فیکٹری ایریا ربوہ
۱۶۔ مکرم منشی فضل دین صاحب چک نمبر ۳۳ دھاروالی شیخوپورہ بذریعہ مکرم ادریس احمد صاحب (پوتا)
۱۷۔ مکرم احمد شکر اللہ صاحب ڈسکہ سیالکوٹ بذریعہ مکرم احمد محمود نصر اللہ خان صاحب
۱۸۔ مکرم میاں حبیب اللہ صاحب دارالصدر جنوبی بذریعہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی
۱۹۔ مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب چک ۹ ع پنیار بذریعہ چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب وڑائچ ربوہ
۲۰۔ مکرم مستری حسن دین صاحب بذریعہ مکرم سلطان بخش صاحب ربوہ

ماہوار فیس میں زبردست خصوصی رعایت

۱۰۔ جولائی ۱۹۹۱ء تک الیکٹریشن۔ ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ کورسز مدت ۶ ماہ میں داخل ہونے والوں کو -/۵۰ روپے ماہوار فیس میں رعایت دی جائے گی۔ داخلہ کیلئے کم از کم تعلیمی معیار مڈل پاس ہے۔ امتحان حکومت لیتی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے۔ میٹرک میں فیل ہونے والوں یا جنہیں کالجوں میں داخلہ نہیں ملا ہے انہیں بیکار رہنے کی بجائے اس خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھاکر اپنے لئے اور ملک کی ترقی کیلئے ہنر سیکھنا چاہیئے۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ (منظور شدہ) فون ۵۹۲

خوشخبری — لندن کا سفر

فضائی سفر کی تمام مشکلات کا حل انفرادی توجہ یا گروپ کی شکل میں تمام سہولتیں ہم پہنچائیں گے۔ دعوی نہیں کرتے! ہم نے پہلے بھی یہ خدمت انجام دی تھی اور آج بھی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ تفصیلات اور بکنگ کے لئے لطیف الرحمٰن صاحب سے ۳۰ جون تک رابطہ کریں۔

رومی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۶، ۷ ہوٹل مڈ ایسٹ ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ
کینٹ اسٹیشن کراچی ۷۵۵۳۔ فون: ۵۱۵۱۶۱ ۔ ۵۱۵۲۰۹ ۔ ۵۲۱۳۷۷ ۔ ۵۲۹۶۲۴

IATA
GOVT.
LICENCE NO. 1329

ملکی خبریں

○ کراچی میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج نبی شیر جونیجو کو ان کے محافظ اور ڈرائیور سمیت نامعلوم حملہ آوروں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ مقتول جج منگل کی صبح کو اپنی رہائش گاہ سے عدالت جا رہے تھے کہ کراچی میونسپل کارپوریشن کی عمارت کے عین سامنے ایک کالے رنگ کی گاڑی سے نامعلوم افراد نے فائر کھول دیا۔ جس سے جج ان کا محافظ اور ڈرائیور موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ مقتول جج کی عدالت میں سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے شوہر آصف زرداری اور سابق وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ کے خلاف مقدمات زیر سماعت تھے۔

○ سابق وزیر داخلہ اعتزاز احسن اور پیپلز پارٹی کے متعدد لیڈروں نے مطالبہ کیا ہے کہ جج کے قتل کی تحقیقات عدالت سے کروائی جائے ملک میں ہونے والے ہر واقعہ کو اپوزیشن کے کھاتے میں زبردستی ڈالنے سے عدل وانصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ جج کے قتل سے آصف زرداری یا قائم علی شاہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو کے خلاف آئی جے آئی کے اراکین کی طرف سے پیش کی گئی تحریک استحقاق باضابطہ قرار دیتے ہوئے رولنگ دی ہے کہ بے نظیر نے ایوان کو بوگس یا جعلی کہہ کر اسمبلی کی توہین کی ہے سپیکر نے تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے یاد رہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ۱۲ جون کو ایک پریس کانفرنس میں آئی جے آئی کے ۷۰ ارکان پر دھاندلی کے ذریعہ منتخب ہو کر آنے کا الزام لگایا تھا۔

○ لاڑکانہ سے ۵۰ کلومیٹر دور ستے جی ریلوے اسٹیشن پر کلاشنکوفوں اور راکٹ لانچروں سے مسلح ۵۰ سے زائد ڈاکوؤں نے کراچی سے کوئٹہ جانے والی بولان میل پر حملہ کر کے چار افراد کو ہلاک اور درجنوں کو زخمی کر دیا۔ ڈاکو جاتے ہوئے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر اور ۱۳ مسافروں کو اغوا کرنے کے علاوہ لاکھوں روپے کا سامان اور نقدی لوٹ کر لے گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ کردوں کو فراہم کی جانے والی خوراک میں خورد برد کرنے کے الزام میں اقوام متحدہ نے عراق کو خوراک کی فراہمی روک دی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے کئی علاقوں میں کشمیری مجاہدین نے بھارتی فوجیوں پر راکٹ لانچروں سے حملے کئے۔ ان حملوں میں ۷ بھارتی فوجی ہلاک اور درجن سے زیادہ زخمی ہو گئے۔

○ بابری مسجد تحریک کے کنوینر سید شہاب الدین نے کہا ہے کہ اگر بابری مسجد کو کوئی خراش پہنچی تو پھر بھارت کی خیر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایودھیا کا تنازعہ حل کرنے کے لئے بی جے پی کی تجاویز ناقابل عمل اور نامعقول ہیں۔

○ بھارتی پارلیمنٹ کے ایوان لوک سبھا کی ۵۱۸ نشستوں میں سے ۲۱۲ پر کامیابی حاصل ہو گئی ہے لیکن اسے حکومت بنانے کے لئے اب بھی ۴۶ مزید نشستوں کی ضرورت ہے۔

○ عراق کے خلاف سلامتی کونسل کی نئی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے ہتھیاروں کو تباہ کرنے کے اخراجات بھی خود ہی برداشت کرے۔

○ جرمنی اور پولینڈ نے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں جس کی رو سے ایک دوسرے کے خلاف طاقت کے عدم استعمال اور ایک دوسرے کی موجودہ سرحدوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ دونوں ملکوں کے وزراء اعظم نے اسے تاریخی اہمیت کا واقعہ قرار دیا ہے۔

مکان برائے فوری فروخت

ایک مکان واقع کالج روڈ۔ دارالبرکات ربوہ رقبہ ایک کنال۔ طرز تعمیر جدید: بجلی۔ پانی۔ سوئی گیس۔ ٹیلیفون کے کنکشن موجود۔

فوری فروخت مطلوب ہے

رابطہ کیلئے فون ربوہ ۴۸۵ فیصل آباد ۶۲۳۶۳۳